بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اصلاح المسلمین

10 روزہ

21 مارچ 2018 شمارہ نمبر 2

مال و دولت نعمت بھی زحمت بھی

اپنے گھر کو جنت بنانا

حلال مال کی قدر کرنا چاہئے

اچھے لوگوں کی صحبت کے اثرات

تاجر بھائیوں سے!

خیر خواہی کرنا مسلمان کا حق ہے۔

غذا حرام، جنت حرام

فری PDF رسالہ کے لئے وٹس ایپ کریں

+923018286712

+923322552943

۱۰روزہ اصلاح المسلمین کی پی ڈی ایف فائل اپنے کم از کم بیس احباب کو بذریعہ وٹس ایپ، فیس بک، میسینجر ،گوگل ڈرائیو۔ افادہ عام اور صدقہ جاریہ کی نیت سے ضرور شیئر کریں۔

دس روزہ اصلاح المسلمین کی پی ڈی ایف فائل کو حاصل کرنے کے لیے:

جامعہ اسلامیہ فاروقیہ نارتھ کراچی کے فیس بک پیج کا لنک:

Www.facebook.com/JifSec9

ایڈیٹر دس روزہ اصلاح المسلمین کے فیس بک کا لنک:

Facebook.com/This.Is.H.Qureshi

معروف پبلشنگ ویب سائیٹ ایشو کا لنک:

Https://issuu.com/hameedqurashi

معروف پبلشنگ ویب سائیٹ کا لنک:

Https://archive.org/details/@hameed_qureshi390

فری PDF رسالہ کے لئے وٹس ایپ کریں

+923018286712

+923322552943

القرآن

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

ترجمہ: اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے غیب (اس سے کچھ چھپ نہیں سکتا) اور اسی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے، تو اس کی بندگی کرو اور اس پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔ (پارہ ۱۲، سورۃ الھود: ۱۲۳)

الحدیث

اغْدُ عَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا أَوْ مُسْتَمِعًا أَوْ مُحِبًّا، وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلَكَ (شعب الایمان، حدیث نمبر: ۱۶۴۰ شاملہ)

عالم بن جاؤ یا طالب علم بن جاؤ یا علم دین کو سننے والے بن جاؤ یا ان سے محبت کرنے والے بن جاؤ، پانچویں نہ بننا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

عرضِ مدیر

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

پیش خدمت ہے اصلاح المسلمین کا دوسرا شمارہ، بقیہ رسالہ پر کام جاری ہے، عرضِ مدیر لکھنا باقی تھا۔ اپنے عزیز از جاں جناب عبدالغنی خان صاحب کی زیارت اور ان سے چائے پینے کے لئے ان کی دوکان پر حاضری دی، باتوں ہی باتوں میں انہوں نے تجارت سے اکتاہٹ، حلال وحرام کی تمیز، کثرت و برکت کا شکوہ کیا۔ اس پر انہیں کافی اقوال، واقعات اور مشائخ کے دروس سے حتی الوسع مطمئن کرنے کی کوشش کی، ان شاء اللہ آئندہ آنے والے رسالوں میں نقل کرونگا۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا شعر بھی سنایا کہ:

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب	گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم	تو کہ بادشمناں نظر داری

اے وہ کریم اللہ جو غیب کے خزانے سے، آتش پرست اور عیسائی کو روزی پہنچاتا ہے۔ دوستوں کو تو کب محروم کرے؟ جبکہ تو دشمنوں کی بھی دیکھ بھال کرتا ہے۔

بعد از ظہر دوران مطالعہ منتخب جوامع الکلم درج ذیل روایت پڑھی، آپ سب بھی پڑھیں۔ اور اکتاہٹ کا شکار ہرگز نا ہوں۔ کثرت کی طلب نا کریں۔ برکت کی چاہ کرتے ہوئے حلال وحرام کی مکمل تمیز رکھ کر تھوڑا کھالیں۔ مگر کھائیں حلال کا۔ اور تہیہ کرلیں کہ اب گناہ نہیں کرنا۔ حرام کی مرغی چھوڑ کر حلال کی چٹنی سے گزارہ کرلینا ہے۔ اور غیب سے کشادگی و برکت کی دعاؤں میں لگ جانا ہے کیونکہ یہ بھی ایک عبادت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

انتِظَارُ الفَرَجِ مِنَ اللّٰهِ عِبَادَةٌ وَمَنْ رَضِيَ بِالقَلِيلِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تعالى مِنْهُ بِالقَلِيلِ مِنَ العَمَلِ

(رواہ ابن ابی الدنیا فی الزھد ۱/۱۳۹)

اللہ تعالی کی طرف سے کشادگی کا انتظار کرنا عبادت ہے، جو تھوڑی روزی پر راضی ہو جائے اللہ تعالی اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہو جاتا ہے۔

اللہ کریم عمل کی توفیق دے، آمین

مولوی حمید الرحمٰن قریشی چیف ایڈیٹر ۱۰ روزہ اصلاح المسلمین

اسوہ حسنہ

مستقل سلسلہ

انسان کا مقصدِ حیات، رب کائنات کی عبادت کے ذریعے اس کی رضائے دائمی کا حصول ہے، جو اس مقصد میں کامیاب ہو گیا وہی حقیقی کامیاب ہے۔ محسن کائنات ﷺ انسانوں کی رُشد و ہدایت کے لئے دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ آپ ﷺ کے افعال و اقوال راہِ حق کے مُتلاشیوں کے لئے نورِ ہدایت ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (پ۲۱، الاحزاب: ۲۱)

ترجمہ: بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔علماء کرام اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”(یعنی) ان کا اچھی طرح اتباع کرو اور دین الٰہی کی مدد کرو اور رسولِ کریم ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑو اور مصائب پر صبر کرو اور رسولِ کریم ﷺ کی سنّتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔“

فرمانِ مصطفی ﷺ ہے: ”مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ اَحَبَّنِي وَمَنْ اَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔“(ابن عساکر، ۹/ ۳۴۳)

ترجمہ: جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:” جس نے میری امت کے بگڑتے وقت میری سنت کو مضبوط تھاما تو اسے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔“(مشکوۃ المصابیح،کتاب الایمان،باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ،۱/ ۵۵،حدیث:۱۷۶)

بزرگانِ دین نے مصطفیٰ کریم ﷺ کی سنتوں پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کیں اور اصلاحِ اُمت کے عظیم جذبے کے تحت اپنے پیارے نبی ﷺ کی زندگی کے ہر ہر پہلو کو عملی و تحریری طور پر لوگوں کے سامنے لائے تاکہ ان اخلاقِ کریمہ کو اپنا کر ربّ کریم کی رضا حاصل کی جائے۔انشاء اللہ رسالہ اصلاح المسلمین میں بھی اسوہ حسنہ کے عنوان کے تحت آپ نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے ہر ہر پہلو جان سکیں گے۔کریم اللہ عمل کی توفیق دے۔آمین

حیات الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

مستقل سلسلہ

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دین کی بنیاد ہیں، دین کے اول پھیلانے والے ہیں، انھوں نے حضور اقدس ﷺ سے دین حاصل کیا اور ہم لوگوں تک پہنچایا۔یہ وہ مبارک جماعت ہے کہ جس کو اللہ نے اپنے نبی پاک ﷺ اور پیارے رسول کی مصاحبت کے لیے چنا۔اور اس کی مستحق ہے کہ اس مبارک جماعت کو نمونہ بنا کر اس کا اتباع کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جسے دین کی راہ اختیار کرنی ہے تو ان کی راہ اختیار کرے جو اس دنیا سے گزر چکے ہیں اور وہ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں، جو اس امت کا افضل ترین طبقہ ہے،قلوب ان کے پاک تھے،علم ان کا گہرا تھا،تکلف اور تصنع ان میں کالعدم تھا،اللہ نے انھیں اپنے نبی کی صحبت اور دین کی اشاعت کے لیے چنا تھا،اس لیے ان کی فضیلت اور برگزیدگی کو پہچانو،ان کے نقشِ قدم پر چلو اور طاقت بھر ان کے اَخلاق اور ان کی سیرتوں کو مضبوط پکڑو،اس لیے کہ وہی ہدایت کے راستے پر تھے۔

جناب نبی کریم ﷺ کی پاک زندگی کو پہچاننے کے لیے حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی کی زندگی معیار ہوسکتی ہے،کیوں کہ یہی وہ مقدس جماعت ہے جس نے براہِ راست مشکوٰۃِ نبوت سے استفادہ کیا اور اس پر آفتابِ نبوت کی شعائیں بلا کسی حائل وحجاب کے بلاواسطہ پڑیں،ان میں جو ایمان کی حرارت اور نورانی کیفیت تھی وہ بعد والوں کو میسر آنا ممکن نہ تھی،اس لیے قرآن حکیم نے من حیثُ الجماعت اگر کسی پوری کی پوری جماعت کی تقدیس کی ہے تو وہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی کی جماعت ہے،اس لیے کہ اس کو مجموعی طور پر راضی و مرضی اور راشد و مُرشَد فرمایا ہے۔اسی لیے استمرار کے ساتھ امتِ مسلمہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کل کے کل عدول اور مُتقن ہیں اور ان کا اجماع شرعی حجت ہے۔ان کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہے حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت کمالات نبوت کی آئینہ دار اور اوصافِ رسالت کی مظہر اتم ہے۔حضور ﷺ کی عادات کریمہ، خصائل حمیدہ، شمائل فاضلہ، اخلاقِ عظیمہ اور شریعت کے تمام مسائل و دلائل اور حقائق و آداب کی علماً اور عملاً سچی ترجمان ہے۔اس لیے ان کی راہ کی اتباع ضروری ہے جو امت مسلمہ کو ہر گمراہی سے بچا سکتی ہے۔ان شاءاللہ رسالہ اصلاح المسلمین اپنے قارئین تک امت محمدیہ کے اس افضل ترین جماعت کے احوال و افعال حیات الصحابہ کے عنوان سے مستقل سلسلہ کی صورت میں پہنچائے گا۔کریم اللہ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں اپنے انعام یافتہ بندوں کی پیروی کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین

مال و دولت نعمت بھی زحمت بھی

مال و دولت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے،مال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور جنت جیسی لازوال نعمت حاصل کی جاسکتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر وفاقہ اور قرض سے پناہ مانگی ہے۔آپ کا فرمان ہے کہ بہت ممکن ہے کہ فقر و فاقہ کفر تک پہنچادے،اور یہ مال و دولت فقر

وفاقہ سے حفاظت کا ذریعہ ہے، حضرت حسن بصریؒ کا مقولہ مشہور ہے کہ اگر میرے پاس مال نہ ہوتا تو لوگ مجھے اوڑھنا بچھونا بنالیتے، اپنی اغراض میں مجھے استعمال کرتے۔

الغرض مال دولت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اور ہر نعمت کے کچھ حقوق و آداب بھی ہوتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ قیامت کے روز کسی شخص کے قدم اپنی جگہ سے نہ ہٹیں گے جب تک اس سے اس سوال کا جواب نہ لے لیا جائے کہ تو نے مال کہاں اور کیسے کمایا، اور کن مواقع میں خرچ کیا، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کمانے اور خرچ کرنے کے طریقے بھی بیان فرمائے ہیں۔ اور ہر زمانہ کے علماء ربانیین مصلحین امت نے امت کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ دین صرف عبادت کا نام نہیں بلکہ رزق حلال کا اہتمام، صفائی معاملات بھی دین وشریعت کا اہم جزء ہے۔

مال خرچ کرنے سے متعلق احادیث نبویہ

(۱) حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مال کو ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم) فائدہ: مال ضائع کرنے کا مطلب بے موقع خرچ کرنا ہے۔

(۲) حضرت انس وابوامامہ وابن عباس وعلی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ بیچ کی چال چلنا، یعنی نہ کنجوسی کرے، اور نہ فضول اڑائے، بلکہ سوچ سمجھ کر ہاتھ روک کر کفایت شعاری اور انتظام واعتدال کے ساتھ ضرورت کے موقعوں میں خرچ کرے تو اس طرح خرچ کرنا آدھی کمائی ہے۔ جو شخص خرچ کرنے میں اس طرح بیچ کی چال چلے گا وہ محتاج نہیں ہوگا۔ اور فضول اڑانے میں زیادہ مال بھی نہیں رہتا۔ (مقاصد حسنہ، دیلمی وغیرہ)

فائدہ: اس حدیث میں خرچ کے انتظام کا گر بتلا دیا گیا ہے اور دیکھا بھی جاتا ہے کہ زیادہ تر پریشانی و بربادی کا سبب یہی ہے کہ خرچ کا انتظام نہیں رکھا جاتا، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو ہاتھ میں ہے وہ ختم ہو جاتا ہے پھر وہ قرض لینا شروع کر دیتے ہیں جس کے برے نتائج بے شمار ہیں، جو کہ دنیا میں بھی دیکھے جاتے ہیں اور آخرت میں بھی ہوں گے۔ (حیوٰۃ المسلمین ص:۱۸۶)

حلال مال کی قدر کرنا چاہئے

حلال مال کی قدر کرنا چاہئے اس کو برباد نہ کرے (کیونکہ) مال پاس رہنے سے نفس کو اطمینان رہتا ہے ورنہ پراگندہ روزی پراگندہ دل۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں کوئی چیز کام نہ آئے گی سوائے دینار و درہم کے۔ (روایت کیا اس کو احمد نے)۔

یعنی جس کے پاس روپیہ ہوگا وہ حرام کمائی سے، حرص لالچ سے حسد سے، دین فروشی سے، سوال ذلت سے، مالداروں کے دروازہ پر جانے اور ان کی خوشامد کرنے سے، ظالموں کے ظلم وستم کرنے سے اپنے دین وعلم کو برباد اور ذلیل کرنے سے مال کی بدولت بچا رہے گا۔ اس لیے ہر شخص کو ہاتھ تھام کر خرچ کرنا چاہئے، فضولیات رسومات میں خرچ نہ کرے گو مباح ہی کیوں نہ ہو، اور ناجائز کاموں میں خرچ کرنا تو صریح حرام ہے۔ بلکہ جس قدر آمدنی ہو اس میں سے جتنا ممکن ہو جمع کرتا رہے، تاکہ محتاجی پیری (بڑھاپا) قحط وسختی (گرانی) کے زمانہ میں کام آئے، اس میں کوئی گناہ نہیں، اگر اچھی نیت ہے تو ثواب ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے: نعم المال الصالح للرجل الصالح (یعنی پاکیزہ مال صالح مرد کے لیے کیا ہی خوب ہے)۔ (فروع الایمان ص:۸۱)

مال ہماری ملک نہیں اس کے خرچ کرنے کے بھی حدود مقرر ہیں

حدیث شریف میں آتا ہے کہ بندہ کو حق تعالیٰ کھڑا کر کے دریافت فرمائیں گے کہ جوانی کہاں خرچ کی اور مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مال اپنا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہے، کسی نوکر کو آپ کوئی خزانہ سپرد کر دیں تو کیا وہ اس مال کا مالک اور خود مختار ہوگا؟ اسی طرح خدا تعالیٰ نے آپ کو مال دیا ہے جب تک کہ شرعی اجازت نہ ہو آپ کو دینے کا اختیار نہیں، خدا تعالیٰ نے آپ کو مال دیا ہے تو اس کی فہرست بھی دی ہے کہ اس موقع پر خرچ کرنے کی اجازت ہے اس موقع پر نہیں۔ یہ نہیں کہ جس کو چاہا دے دیا، اور جہاں چاہا خرچ کر دیا، حد سے زیادہ (اور بے موقع) خرچ کرنے کا کچھ اختیار نہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ آدمی اپنا خرچ شریعت کے مطابق مقرر کر لے۔ شادی بیاہ میں لوگ آنکھیں بند کر لیتے ہیں، اس سے کچھ بحث نہیں ہوتی کہ اس موقع پر خرچ کرنا چاہئے یا نہیں۔

خوب سمجھ لو کہ خرچ کرنے کے بھی حدود مقرر ہیں، جیسے نماز روزہ کے حدود ہیں، اگر کوئی بجائے چار رکعت کے چھ رکعت نماز پڑھنے لگے یا کوئی روزہ عشاء تک رکھنے لگے تو گنہگار ہوگا اسی طرح مال کو بھی حد سے زیادہ خرچ کرنے میں بھی گناہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے ہر چیز کے حدود مقرر کئے ہیں، پس ایک تو حدود کو معلوم کرنا چاہئے (کہ کون کون سے موقعوں میں مال خرچ کرنا چاہئے)۔ دوسرے جو کام کرو سوچ کر کرو، ان دونوں باتوں پر عمل کرو گے تو حقوق ضائع نہ ہوں گے۔ (احکام المال، التبلیغ ۱۵/ ۷/ ۳)

الغرض یہ سمجھ لو کہ یہ مال تمہارا نہیں ہے خدا تعالیٰ کا ہے، پس ان کا مال جب خرچ کرو، توان کی اجازت سے خرچ کرو، جب تک کہ ان کی اجازت نہ ہو ہرگز نہ دو، نہ کسی ساتھی کو نہ کسی اور کو، اگر فضول خرچی سے تباہی آگئی تو کیا اس وقت تمہارا کوئی ساتھ دے دے گا، جو آج حضور حضور کرتے ہیں وہی اس وقت گالیاں دیں گے اس لیے مال کو بہت حفاظت سے رکھنا چاہئے، ہاں جو واقعی خرچ کرنے کا موقع ہو وہاں خرچ بھی کرنا چاہئے۔ (ارشادات حکیم الامت ص: ۴۸۷)

اچھے لوگوں کی صحبت کے اثرات

مولانا سید عبداللہ حسنی

صحبت کی مثال

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مثال سے سمجھایا کہ اچھی صحبت کی مثال عطر بیچنے والے کی ہے، اگر اس کے پاس بیٹھو گے تو خوش بو سے فائدہ اٹھاؤ گے، عطر بیز ہو جاؤ گے، مزہ آجائے گا، اگر نہ خریدو تب بھی خوش بو لے کر جاؤ گے۔ اگر بھٹی پھونکنے والے کے پاس بیٹھو گے تو اس کا دھواں اور اس کی کالک ملے گی، کالک سے اگر تم نے اپنے کو بچا بھی لیا تو دھواں کہیں گیا ہی نہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا یا تو برے بن جاؤ گے یا بری شہرت ہو جائے گی اس لیے کہا گیا ہے کہ بروں کی صحبت سے بچتے رہو یہ بہت ہی اہم بات ہے۔ ہمارے حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی (اللہ آپ کی عمر دراز فرمائے) کے پاس ایک صاحب آئے، جو بڑے نیک نام تھے، انہوں نے کہا کہ ایک شخص بڑا بدنام ہے، وہ مجھے بلا رہا ہے، سوچتا ہوں چلا جاؤں، ہوسکتا ہے کہ کچھ ٹھیک ہو جائے اور اثر قبول کرلے۔ تو مولانا نے بڑی حکمت کی بات فرمائی، کہا کہ اگر ان کے پاس جاؤ گے تو ان کی بری شہرت آپ کو مل جائے گی اور آپ کی اچھی شہرت انہیں مل جائے گی۔ اس لیے برے لوگوں سے بچنا چاہیے۔ ہاں! جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں، جن کو کچھ کیفیت حاصل ہے، ان کے ساتھ رہے، جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ حضرت شاہ اسماعیل شہید وہاں تشریف لے گئے تو ان کی صحبت میں نہیں گئے تھے، ان سے معاملہ کرنے نہیں گئے تھے، بلکہ ان کی اصلاح کی غرض سے گئے تھے، اس نیت سے گئے اور واپس تشریف لے آئے۔ لیکن اگر کوئی معاملہ کرنے جا رہا ہے، اس کے پاس اٹھے بیٹھے گا تو اس کی شہرت تم کو مل جائے گی او تمہاری شہرت اس کو مل جائے گی یعنی تمہارا تھوڑا حصہ اسے ملے گا اور اس کا تھوڑا حصہ تمہیں ملے گا تو اس کا فائدہ ہوگا اور تمہارا نقصان ہو جائے گا، اس لیے آدمی کو احتیاط کرنی چاہیے۔ بری صحبت کا اثر پڑ کر رہتا ہے، اسی طرح اچھی صحبت کا اثر بھی پڑ کر رہتا ہے۔ دیکھیے! آپ نے ایک بیج ڈال دیا، بیج پڑ گیا، یہ ضروری نہیں کہ فوراً درخت سامنے اُگ آئے، بیج پڑ گیا، اب آہستہ آہستہ کام ہوتا رہے گا۔ اللہ والوں کی صحبت کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بیج بعض دفعہ پڑ جاتا ہے، وہ بھی کوئی ضروری نہیں۔ آداب کی رعایت ہوگی تب ہوگا اور وہ اس لائق بھی ہو جس کی خدمت میں آپ جا رہے ہیں، تو بیج پڑ جائے گا اور کچھ دنوں اور برسوں کے بعد یک دم رنگ بدلے گا، معلوم ہوا کہ جو تھوڑی دیر ان کی صحبت میں رہے تھے اس کا اثر پڑا۔ بہت ادھر ادھر بھاگتے رہے، اخیر میں پھر لوٹ کر آگئے۔ اللہ والوں کی صحبت کا یہ اثر تو پڑتا ہی ہے۔ حضرت مولانا کے ساتھ بھی کتنے واقعات ایسے ہیں کہ حضرت مولانا کے ساتھ کچھ دن رہے اور خدمت میں بیٹھے، پھر بیٹھنا چھوڑ دیا، ادھر ادھر ٹہلتے رہے، اخیر میں پھر پلٹ کر وہی رنگ چڑھا اور پھر وہیں آگئے جہاں سے چلے تھے۔ یہ اللہ والوں کی صحبت کا اثر ہے، اس لیے عربی کا ایک شعر ہے

أحب الصالحين ولست منهم

لعل الله يرزقني صلاحاً

(میں نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں، چاہے ان جیسا نہ ہوں، ہوسکتا ہے کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نیکی عطا فرما دے) تو اللہ والوں سے محبت تو کرنی ہی چاہیے، ورنہ اصل تو یہ ہے کہ ان کی صحبت میں بیٹھیں۔ اگر صحبت میں نہیں بیٹھ سکتا تو ان کی کتابوں کا مطالعہ کرے، ان کی سیرت وسوانح پڑھے۔ اس کے بھی اثرات پڑتے ہیں، ورنہ ظاہر ہے کہ صحبت کا کوئی بدل نہیں ہے۔ جس طرح بغیر صحبت کے نسل نہیں چلتی، سوائے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت عیسی

علیہ السلام کے، ویسے ہی بغیر صحبت کے یہ نسبت حاصل نہیں ہوتی، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی طرف سے عطا فرمادیں، کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ اس پر سب کو قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بن گئے اور جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحبت میں رہے تابعین بن گئے۔ تابعین کی صحبت میں رہے تو تبع تابعین بن گئے، وہ سلسلہ نسب چل رہا ہے، یہ سلسلہ علم و دین بھی چل رہا ہے۔

اہل ایمان کی صحبت کا فائدہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ صحبت میں رہو تو مؤمن ہی کی رہو "لا تصاحب الا مؤمنا" صاحب ایمان کی صحبت میں رہا کرو۔ جو لوگ مومن نہیں اور کھلم کھلا فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں، ان کی صحبت سے تو حتی الامکان بچنا چاہیے۔ جیسے کہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ لوگ دفتر میں کام کرتے ہیں، کافروں اور مشرکین کے درمیان رہتے ہیں فسق و فجور کے اڈوں میں بیچاروں کو رہنا پڑتا ہے۔ اس طرح وہاں پر بیٹھیں کہ ہر وقت جی یہ چاہے کہ یہاں سے بھاگیں، یہ نہیں کہ وہاں طبیعت لگے، بلکہ بس مجبوراً آگئے ہیں، رزق حلال کے لیے، اب یہاں سے بھاگنا ہے اور کسی اللہ والے کی صحبت میں بیٹھنا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب وہ ریٹائر ہوں گے تو بہت خوش ہوں گے۔

ہمارے ایک عزیز ہیں وہ جب ریٹائر ہوئے تو اتنا خوش ہوئے کہ اب کہتے ہیں کہ جب صبح سو کر اُٹھتے ہیں تو یہ خوشی ہوتی ہے کہ آفس نہیں جانا ہے، ورنہ آفس والے جب ریٹائر ہوتے ہیں تو بیچارے زندگی سے ریٹائر ہو جاتے ہیں اور چکر میں رہتے ہیں کہ کہیں سے پیسہ کمانے کا کوئی دھندہ مل جائے، پھر فاسق و فاجر کی صحبت میں جا کر بیٹھیں، اس لیے کہ دل رنگے جاتے ہیں اور پھر ویسا ہی مزاج بن جاتا ہے۔ رشوت لیتے ہیں، رشوت کھاتے ہیں، رشوت کے اڈوں میں رہتے ہیں۔ الٹی سیدھی باتیں وہاں پر ہوتی ہیں، اسی کو وہ پسند کرنے لگتے ہیں اور وہی مزاج بن جاتا ہے۔ آدمی جیسی صحبت میں رہے گا وہی مزاج بن جائے گا۔ اسی لیے ایسی صحبت سے بچنے کی ہر وقت فکر کرنی چاہیے کہ کس طرح اللہ چھٹکارا دے۔ اسی فائدہ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھی کہ تمہارا کھانا اہل تقویٰ کھائیں، اس لیے کہ اس میں بھی صحبت کا معاملہ ہے، جب آپ کے گھر میں نیک بندے آئیں گے، اس میں آپ کو فائدہ ہوگا، وہ آپ کو دیکھیں گے، آپ ان کی صحبت میں بیٹھیں گے اور آپ کو دعا ملے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے لوگوں کو کھلانے کی فکر ہونی چاہیے۔ اچھے لوگ ہمارے دسترخوان پر کھائیں، یہ بات بھی آج کل ختم ہوگئی ہے، بڑے بڑے عہدہ داروں کو بلایا جاتا ہے اور الٹے سیدھے لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور اگر کسی بڑے کو بلاتے بھی ہیں تو فخر اتنا کہ دوسروں سے کہیں کہ میرے یہاں فلاں فلاں آتے ہیں۔ نیت خراب کرلی، خوب سمجھ لیں کہ صحبت اخلاص کے ساتھ ہونی چاہیے اور کھانا بھی حلال کا کھلانا چاہیے۔ ایسا نہیں کہ الٹا سیدھا کھلا دے، اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا، خود جس نے کھلایا ہے اس کو بھی نقصان ہوگا اور جس نے کھایا ہے اس کو بھی نقصان ہوگا، کھانا حلال کھلانا چاہیے اور اخلاص کے ساتھ کھلانا چاہیے۔

جمع کرنے کی چیز کیا ہے؟

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿والذین یکنزون الذھب والفضۃ﴾ کہ جو لوگ سونا اور چاندی کو اکٹھا کرتے ہیں۔ آیت کے نزول کے وقت ہم لوگ تو سفر میں تھے، بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا آیت تو سونا اور چاندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اگر ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون سا مال اچھا ہے جس کو ہم جمع کر سکتے ہیں تو ہم وہی مال جمع کیا کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل جمع کرنے کی چیز ایسی زبان ہے جو ذکر کرنے والی ہو، ایسا قلب ہے جو شکر کرنے والا ہو اور ایسی بیوی ہے جو ایمان میں اس کا تعاون کرنے والی ہو، یہ ہے اچھی صحبت، اچھی بیوی ہوگی تو اچھے کام میں تعاون کرے گی، خراب بیوی ہوگی تو آپ بھی پریشان، گھر والے بھی پریشان، جو آج کل ہر جگہ ہو رہا ہے۔ اس لیے کہ عورتوں کی تربیت کرتے نہیں اور لڑکی کے دل و دماغ میں وہی ساری باتیں ہوتی ہیں۔ رسم و رواج کی، پیسے کی، تو اس کے نتیجہ میں سب پریشان۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے۔ مال کی وجہ سے، مال کا سب سے پہلے ذکر کیا، آج کل دیکھ لیجیے، جہیز اور مال کہاں پر زیادہ ملے گا اسی کو ترجیح دیتے ہیں، اس لیے اس کو اول نمبر پر رکھا، دوسرے نمبر حسب کو رکھا۔ بہت اونچے خاندان کی ہے، بڑے پیسے والے کی بیٹی ہے، مشہور خاندان کی لڑکی ہے، اس سے شادی کرنا چاہتے ہیں، تیسرے یہ کہ حسن و جمال، بہت خوب صورتی دیکھ کر گھر میں لانا چاہتے ہیں اور اخیر میں بیچارہ دین آتا ہے کہ دین دار ہے تو لانا چاہیے۔

حالاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فاظفر بذات الدین" دین والی کو لے کر کامیاب ہو جاؤ، مزے رہیں گے۔ مال، جاہ، حسن، یہ تو ظاہری ہیں، سب ختم ہو جانے والا ہے۔ دین دار بڑی مشکل سے ملے گی لیکن اگر مل جائے تو مزے ہی رہیں گے "تربت یداك" ترجمہ بڑا مشکل ہے۔ اگر محاورہ سے اس کا ترجمہ کریں اور بے ادبی نہ ہو تو یوں کہیں کہ پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑھائی میں۔ گھر میں برکت ہی برکت رہتی ہے۔ اور پھر پورا گھر جنت کا نمونہ بن جاتا ہے۔ نیک بیوی آ گئی، پورا گھر سنور گیا اور اگر بری بیوی آ گئی تو پورا گھر برباد ہو جاتا ہے۔ اس میں بہت احتیاط کرنی چاہیے، عام طور پر لوگ پیسہ دیکھتے ہیں، پھر کچھ نہیں دیکھتے۔ یا دیکھتے ہیں، تو کسی کا چہرہ دیکھ کر قائل ہو گئے، کسی کا خاندان دیکھ کر قائل ہو گئے۔ یہ نہیں دیکھا کہ نماز پڑھتی ہے کہ نہیں، عقیدہ صحیح ہے کہ نہیں، یہ دیکھنے کی چیزیں ہیں انہیں دیکھا ہی نہیں جا رہا ہے اور جو دیکھنے کی نہیں ہیں ان کو خوب دیکھا جا رہا ہے۔ اس قدر دنیا کی محبت غالب آ گئی کہ اچھے اچھے لوگ اس میں مبتلا ہیں۔

تاجر بھائیوں سے!

محترم ابن امین ربانی

اللہ کے راستے میں

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ایک مجلس میں تھے، پاس ایک طاقت ور دیہاتی نوجوان گزرا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے دیکھ کر کہنے لگے کیا ہی اچھا ہوا گر اس کی جوانی اور طاقت اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگ جائے اور یہ کتنا بڑا اجر و ثواب کمائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص اپنے بوڑھے والدین کی خدمت میں اور ان کے تعاون میں مصروف ہے تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہی شمار ہو گا۔ ایسے اگر اپنی نابالغ اولاد کے لیے کمائی میں لگا ہوا ہے تب بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہی ہے۔ اور اگر اپنے لیے کمائی کرتا ہے، تاکہ لوگوں کا محتاج نہ بنے تو بھی اللہ کے راستے میں ہے اور اگر یہ سب محنتیں شہرت اور دکھلاوے کے لیے ہیں تو یہ شیطان کے راستے میں ہے۔

کبھی سوچا ہم نے کہ دکان داری بھی عبادت ہو سکتی ہے؟ آج ہر آدمی پر یہ دُھن سوار ہے کہ میں لوگوں میں مشہور ہو جاؤں اور لوگ دیکھیں کہ میرے پاس دولت اور بینک بیلنس ہے، اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے کہ حرام اور حلال کی کوئی تمیز نہیں کی جاتی۔ اگر یہی کمائی شرعی طریقہ سے ہو اور نیت یہ ہو کہ خود کو اور اپنی اولاد کو مانگنے اور کسی کا محتاج ہونے سے بچانا ہے تو ایسا دکان دار اللہ کے راستہ میں شمار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی پسند

حدیث پاک میں ہے اللہ تعالیٰ ایسے بال بچوں والے مؤمن کو پسند فرماتے ہیں جو کسب معاش کرتا ہے۔ لیکن ایسے تن درست آدمی کو پسند نہیں کرتے جو بے کار رہتا ہو، نہ دنیا کا کوئی کام کرتا ہے اور نہ آخرت کا کوئی عمل۔

دیکھیے دوستو! کمائی کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے، اگر ہمت کر کے نیت صاف کر لے اور کاروبار حلال کا ہو اور نماز، روزہ اور دوسرے احکام کی پابندی کرتا رہے تو کیا کہیے!

اہل وعیال کی خاطر خود بازار جانا

حدیث پاک میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بازار تشریف لے جاتے اور بیوی بچوں کے لیے ضروریات خرید کر لاتے۔ کسی نے عرض کیا (کہ حضور خود کیوں تشریف لے جاتے ہیں؟) تو ارشاد فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے بتایا ہے کہ جو شخص اپنے اہل وعیال کے لیے کام کاج کرتا ہے، تاکہ وہ لوگوں کے محتاج نہ رہیں تو یہ شخص مجاہد فی سبیل اللہ شمار ہوتا ہے۔

تصویر کا دوسرا رخ، غذا حرام، جنت حرام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام روزانہ اپنی کمائی سے کھانے کا سامان لے کر آتا، وہ خود تو کھا لیتا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت تک نہ کھاتے جب تک تسلی نہ کر لیتے کہ کہاں سے کمایا اور کس طرح کمایا ہے؟ اتفاق سے ایک دن غلام کھانا لایا، مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلاف عادت بغیر پوچھے ایک لقمہ اٹھا کر کھا لیا تو غلام کہنے لگا آپ ہمیشہ مجھ سے پوچھا کرتے تھے، مگر آج کیا ہوا؟ ارشاد فرمایا: بھوک کی جلدی میں ایسا ہو گیا، مگر اب تو ضرور بتاؤ کہ کہاں سے کما کر لائے ہو؟ وہ بولا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگوں پر دم کیا تھا اور انہوں نے مجھے کچھ دینے کا وعدہ کر رکھا تھا، آج میں نے ان کے ہاں شادی کی تقریب دیکھ

کرانہیں وعدہ یاد دلایا، جس پر یہ کھانا مجھے ملا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کرانا اللہ پڑھنے لگے اور قے کرنے کی کوشش کی، سو جتن کیے اور مشقت اٹھائی کہ کسی طرح وہ لقمہ پیٹ سے نکلے جائے، مگر بھوکے پیٹ میں ایک لقمہ کی کیا قے ہوتی، تکلیف کرتے کرتے چہرہ مبارک کا رنگ سیاہ اور سبز ہو جاتا، مگر قے نہ ہوسکی، حتی کہ کسی نے مشورہ دیا کہ پیالہ پانی کا پیوں تو شاید کامیابی ہوسکے، چناں چہ پانی کا ایک مشکیزہ لایا گیا، جسے پی پی کر قے پر قے کرتے رہے، حتی کہ وہ لقمہ باہر نکال ہی دیا۔ لوگوں نے کہا کیا اس ایک لقمے کے لیے اتنی مشقت اٹھائی ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو ہر ایسے جسم پر حرام کر دیا ہے جس کی غذا حرام ہو۔

عزیزو! یہ تو ایک لقمہ کی بات تھی، کیا خیال ہے ان لوگوں کے بارے میں جو سود، رشوت، جوئے، ملاوٹ اور جھوٹ وغیرہ کی کمائی کے لاکھوں روپے ہڑپ کر رہے ہیں۔ بلکہ اپنے پیاروں کو ثواب پہنچانے کے لیے صدقہ خیرات بھی کرتے ہیں۔ (جب کہ حدیث پاک کے مطابق حرام مال کی خیرات قبول نہیں ہوتی) پھر اوپر سے کہتے ہیں کہ ہم پر اللہ کا بڑا کرم ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا "دم" کی کمائی حرام ہے؟ اس کو خوب سمجھ لیجیے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ دم اور تعویذ کو ہی شفا دینے والے سمجھتے تھے حالاں کہ شفا اللہ تعالیٰ دیتے ہیں، اسی وجہ سے ایسے دم کی کمائی حرام ہے۔ جب کہ مسلمان دوائی، دم اور تعویذ میں شفا نہیں سمجھتے، بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ دوائی طرح دم اور تعویذ بھی علاج کا ایک طریقہ ہے جس طرح حلال دوا کسی حلال مقصد کے لیے استعمال کی جائے تو کوئی حرج نہیں، بلکہ سنت نبویہ ہے، اسی طرح جس دم یا تعویذ کا مضمون کفر و شرک اور گناہ والا نہ ہو اور کسی جائز مقصد کے لیے کیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

آخری گزارش

عزیز تاجر بھائیو! رزق ہر آدمی کا مقرر ہے، جب تک اسے حاصل نہ کر لے گا موت نہیں آئے گی۔ اگر اس رزق کو حاصل کرنے کے لیے آمدنی کا ذریعہ حلال ہوگا تو اس ذریعہ سے آنے والی روزی بھی حلال ہوگی، ورنہ حرام۔ جب روزی مقدر ہے، مل کر ہی رہے گی تو پھر حرام ذریعہ آمدنی اختیار کر کے خوامخواہ دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب مول لینے کی کیا ضرورت ہے؟ لہٰذا ہمیں تجارت کا شرعی طریقہ سیکھنا چاہیے، تاکہ اس کے مطابق تجارت کر کے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ آدمی بن جائیں۔ اللہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔

خیر خواہی کرنا مسلمان کا حق ہے۔

مفتی محمد جمال الدین قاسمی

غیر موجود شخص کے ساتھ خیر خواہی

جو شخص سامنے نہ ہو، نظروں سے اوجھل ہو، یا سفر میں ہو تو اس کے ساتھ بھی خیر خواہی کا برتاؤ کرنا اس کا حق ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب وہ موجود نہ ہو تو اس کے ساتھ خیر خواہی کی جائے۔ (شعب الإيمان، حدیث نمبر: 8379، باب مقاربة أهل الدين وموادتهم الخ)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد علامہ اصبہانی علیہ الرحمہ نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

وإذا غاب حفظ غيبته (التوضيح والتنبيه لأبي الشيخ الأصبهاني: 1/27، باب ما يلزم المسلم)

"مسلمان کے چھ حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ جب وہ موجود نہ ہو تو اس کے پیچھے اس کی حفاظت کرے"۔

غائب مسلمان کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ اس کی بُرائی لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے، اس کی غیبت کرنے سے اپنی زبان کی حفاظت کرے، کسی مسلمان کی پیٹھ پیچھے بُرائی کرنا گویا اس سے حسد کرنا ہے، حضرت عوف علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے وہب بن منبہ علیہ الرحمہ کی کتاب میں یہ لکھا ہوا پایا کہ حاسد کی تین علامتیں ہیں، جب کوئی آدمی اس کے سامنے ہو تو چاپلوسی کرے، سامنے نہ ہو تو اس کی غیبت کرے اور جب اس پر کوئی مصیبت آئے تو مذاق اڑائے، (حوالہ سابقہ، ص: 44، باب ما أدبه النبي صلى الله عليه وسلم الخ) اسی طرح اگر کوئی دوسرا شخص اس کی غیبت یا ہتک عزت کر رہا ہو تو جہاں تک بس

میں ہوا سے روکنے کی کوشش کرے، حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے، علامہ بیہقی علیہ الرحمہ (م:458ھ) نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے:

من نصر أخاه بالغيب، وهو يستطيع نصره، نصره الله في الدنيا والآخرة (شعب الإيمان، حديث نمبر: 7234، التعاون على الصبر)

"جو شخص اپنے بھائی کی غائبانہ مدد کرے اور وہ مدد کرنے پر قادر بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد دنیا و آخرت دونوں میں کرے گا"۔

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد الرحمن بعیجان حفظہ اللہ کا 19 ذوالقعدہ 1438 کو خطبہ مسجد نبوی میں بعنوان حیاء اسلام کا ضابطہ اخلاق

جس دین سے ہم نسبت رکھتے ہیں یہ دین سراپا اخلاقیات کا دین ہے، پھر ہمارے نبی ﷺ کو اخلاقیات کی تکمیل کیلیے مبعوث فرمایا گیا، مزید بر آں عالم اسلام کا دو تہائی حصہ اسلامی اخلاقیات سے ہی حلقہ بگوش اسلام ہوا۔

ردائے اخلاق کا جھومر اور متفقہ طور پر اعلی ترین خوبی یہ ہے کہ انسان حیا سے متصف ہو۔

اللہ کے بندو!۔تمام اخلاقیات کا سرچشمہ حیاء ہے، اسی سے تمام اخلاقی قدریں پھوٹتی ہیں، اسی میں تمام خوبیاں پنہاں ہیں، حیاء سے متصف شخص کا دینی تشخص اعلی اور اس کا اخلاق بلند ہوتا ہے، وہ رب سے حیاء کرتے ہوئے گناہوں کا کبھی ارتکاب نہیں کرتا۔

حیاء بہت ہی اعلی خوبی ہے جو کہ انسان کو اچھے کام کرنے پر ابھارتی ہے، ہر قسم کی برائی سے روکتی ہے، حیاء انسان کو تمام گناہوں اور برائیوں سے بچاتی ہے، نیز حیاداری انسان کے بااخلاق اور اعلی کرداری کی علامت بھی ہے۔حیاء، بے حیائی کا خاتمہ کرتی ہے، عزت کو تحفظ دیتی ہے، دل میں عفت پیدا کرتی ہے۔

حیاء انسان کیلیے انتہائی نفیس دولت ہے، اس سے صرف اچھے لوگ ہی متصف ہوتے ہیں، اور حیاء انبیائے کرام کا زیور ہے، ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (گزشتہ نبوتوں کی تعلیمات میں سے لوگوں نے یہ بھی پایا ہے کہ: جب حیاء نہ ہو تو جو مرضی کرو۔بخاری

حیاء حقیقت میں اسلام کا شعار ہے، کیونکہ ہر مذہب کا ضابطہ اخلاق ہوتا ہے، اور اسلام کا ضابطہ اخلاق حیاء ہے۔ابن ماجہ، البانی نے اسے صحیح الجامع الصغیر میں صحیح کہا ہے۔ایمان کے ستر سے زائد درجے ہیں اور حیاء بھی ایمان کا ایک درجہ ہے۔صحیح مسلم

ایک بار رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے وہ اپنے بھائی کو حیاء کی وجہ سے ڈانٹ پلاتے ہوئے کہہ رہا تھا: تم بہت زیادہ شرمیلے ہو۔حتی کہ اس نے کہا: شرمیلے پن نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے۔تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، بیشک حیاء ایمان کا حصہ ہے، اور جس میں حیاء نہ ہو اس کا ایمان ہی نہیں۔صحیح بخاری

ایمان میں حیاء شامل ہونے کا اصل راز یہ ہے کہ یہ دونوں یعنی ایمان اور حیاء اچھے کام کی دعوت دیتے ہیں اور اچھے کاموں کے قریب کرتے ہیں، نیز برائی سے روکتے ہیں اور برائی سے دور بھی کرتے ہیں۔

حیاء خیر کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، چنانچہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: حیاء صرف خیر کا باعث ہی بنتی ہے اسی طرح آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: حیاء سراپا خیر ہے۔صحیح مسلم

اللہ کے بندو! رسول اللہ ﷺ میں گزشتہ اور پیوستہ سب لوگوں کی خوبیاں یکجا تھیں، آپ ﷺ کا اخلاق انتہائی اعلی ترین تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کے بارے میں فرمایا: وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ اور بیشک آپ انتہائی عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔[القلم:4]

تو رسول اللہ ﷺ پردے کی اوٹ میں موجود کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیاء تھے، اور جس وقت آپ ﷺ کوئی ناگوار چیز دیکھتے تو حیاء سے بھرپور چہرے پر بھی ناگواری عیاں ہو جاتی تھی۔

حیاء کی مختلف شکلیں اور درجے ہیں، ان میں سے اعلی ترین درجہ اللہ تعالی سے حیاء کا ہے، یعنی آپ کو اس بات سے حیاء آئے کہ اللہ تعالی آپ کو ایسی جگہ دیکھے

جہاں جانے سے اس نے منع کیا ہے، کیونکہ وہی آپ کا خالق اور بہترین انداز سے پیدا کرنے والا ہے۔ اسی طرح آپ کو اس بات سے حیاء آئے کہ اللہ تعالی کی طرف سے عنایت ہونے والی نعمتوں کو اسی کی نافرمانی میں استعمال کریں۔

نبی ﷺ نے اللہ تعالی سے حیاء کرنے کی بھر پور ترغیب دلائی اور فرمایا: اللہ تعالی سے کماحقُّہ حیاء کرو۔ صحابہ کرام نے کہا: اللہ کے رسول! الحمدللہ، ہم سب حیاء کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مطلب نہیں! یہاں اللہ تعالی سے کماحقُّہ حیاء مطلوب ہے، یعنی آپ دماغ اور اس میں موجود معلومات کی حفاظت کریں، پیٹ اور اس میں جانے والی خوراک کا خیال رکھیں، پھر موت اور اس کے بعد آنے والی بوسیدگی کو یاد رکھیں، جو شخص آخرت کا طلب گار ہو وہ دنیاوی چکا چوند ترک کر دیتا ہے۔ جو شخص یہ کام کر لے تو وہ اللہ تعالی سے کماحقُّہ حیاء کرتا ہے، حاکم نے اسے مستدرک میں روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا نیز ذہبی نے ان کے حکم کو تسلیم کیا ہے۔

معزز، محرر اور حفاظت کرنے والے فرشتوں سے حیاء کریں۔ مبادا آپ کے خلاف گواہی نہ دے دیں: {عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ (17) مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ} دائیں اور بائیں فرشتے بیٹھے ہوئے ہیں [17] کوئی بھی لفظ وہ منہ سے نہیں نکالتا مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔ [ق: 17،18]

لوگوں سے حیاء کریں کہ کہیں آپ اللہ تعالی کی طرف سے پڑا ہوا پردہ چاک کر دیں اور لوگوں کے سامنے اعلانیہ گناہ کریں: میری ساری امت کو معاف کر دیا جائے گا سوائے اعلانیہ گناہ کرنے والوں کے۔

اپنے نفس اور اعضا سے ہی حیاء کریں کیونکہ کل قیامت کے دن یہی تمہارے خلاف گواہی دیں گے: {يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (24) يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ} جس دن ان مجرموں کی اپنی زبانیں، ہاتھ اور پاؤں ان کے کرتوتوں سے متعلق ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ [24] اس دن اللہ تعالی انھیں وہ بدلہ دے گا جس کے وہ مستحق ہیں اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے، سچ کو سچ کر دکھانے والا ہے۔ [النور: 24،25]

اللہ تعالی میرے اور آپ کیلیے قرآن مجید کو بابرکت بنائے، ہمیں اپنے نبی کریم کی سنت اور آپ کی رہنمائی کے مطابق چلنے کی توفیق دے، میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور عظمت و جلال والے اللہ سے اپنے اور سب مسلمانوں کیلیے تمام گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہوں، آپ بھی اسی سے بخشش طلب کرو، بیشک وہ بخشنے والا ہے اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اپنے گھر کو جنت بنانا آپ کی ذمے داری ہے۔

الشیخ مظہر الحموی، لبنان
قسط نمبر 1

* ...بیوی کی حیثیت سے آپ اپنے گھر میں خوش بودار پھول کی مانند ہیں۔ چناں چہ آپ کا شوہر جب گھر میں داخل ہو تو اسے اپنی اس خوش بو کا احساس دلائیے۔
* ...اپنے ہر قول و فعل سے شوہر کو راحت کا سامان مہیا کیجیے۔
* ...اپنی گفتار کو سراپا سادہ اور قلب و جاں کا نمونہ بنائیے۔ طنز و طعن اور بحث و تکرار سے مکمل اجتناب کیجیے۔
* ...مرد کے گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے اس کے حقیقی مفہوم کے ساتھ تسلیم کیجیے اور اس امر کا ادراک کہ ایک عورت کو مرد کی سربراہی اور نگرانی کی کتنی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ یہ منفی خیال ہرگز اپنے دل میں پلنے نہ دیجیے کہ یہ تو عورت کے ساتھ ظلم و ناانصافی اور اس کے حقوق کی پامالی ہے۔
* ...اپنی آواز شوہر کے سامنے تیز نہ کیجیے۔
* ...کوشش کیجیے کہ آپ دونوں رات میں تہجد کی نماز ایک ساتھ ادا کریں۔ اس طرح آپ دونوں کے لیے نورانیت، سعادت، سکون، اطمینان اور الفت و محبت میں زبردست اضافہ ہوگا۔
* ...شوہر کی ناراضی کے وقت آپ بالکل خاموشی اختیار کر لیجیے۔ اس کو راضی کیے بغیر نہ سوئیں۔ یاد رکھیے، آپ کا شوہر آپ کی جنت ہے یا جہنم۔

*...جب وہ باہر جانے کی تیاری کر رہا ہو تو اُس کے سامنے موجود رہیے اور روانہ ہوتے ہوئے اسے رخصت کیجیے۔

*...اس کو اس کے کپڑوں کے انتخاب میں اپنی دلچسپی کا احساس دلائیے اور خود اس کے لیے لباس کا انتخاب کیجیے۔

*...اس کی ضروریات کی چیزوں کی فراہمی میں باریک بینی اور سمجھ داری کا ثبوت دیجیے، تاکہ آپ دونوں کے درمیان بہترین تعلقات پروان چڑھیں۔

*...اپنے شوہر کی جانب سے معذرت کا انتظار نہ کیجیے اور نہ اس کو کسی معاملے میں معذرت کرنے پر مجبور کریں، سوائے اس کے کہ وہ خود کسی غلطی پر عملی طور پر معذرت خواہانہ طرز اختیار کرلے۔

*...شوہر کے لباس اور اُس کی وضع قطع کا خاص خیال رکھیے، اگرچہ وہ خود اس معاملے میں اہتمام نہ کرتا ہو۔

*...ہمیشہ اپنے شوہر کی طرف سے اظہارِ محبت اور اظہارِ رغبت میں پہلے کرنے کی منتظر نہ رہیے، بلکہ خود اس میں پہل کا اہتمام کیجیے۔

*...ہر رات میں اس کے لیے دلہن بن کر رہیے اور شدید ضرورت کے بغیر شوہر سے پہلے نہ سوئیے۔

جاری ہے۔۔۔۔!

جہنم سے آڑ

مسز مجتبیٰ، لیہ

عرب کی تپتی دوپہر میں دو بچیوں کو ساتھ لیے بھوک کی ستائی ہوئی ماں نے ایک جگہ رک کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی: کون؟ ماں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا: ضرورت مند ہوں۔ جواب آیا اندر آجاؤ۔

ماں اپنے بچوں کے ساتھ لیتے ہوئے اندر داخل ہوئی شاید وہ سمجھ رہی ہوگی کہ چونکہ شاہ عرب کا گھر ہے تو یہاں ہر چیز کی فراوانی ہوگی چشم خدم ہونگے مختلف الانواع کھانے میسر ہوں گے لیکن جب دروازہ کھلا تو معلوم ہوا کہ یہاں تو "الفقر فخری" کا راج ہے۔

ماں نے خاتون خانہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ امی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ بی بی اس وقت میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہیں اور پھر وہ کھجور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس عورت کو دے دی۔ عورت نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور ایک ایک ٹکڑا اپنی دونوں بچیوں کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ماں باوجود یکہ بھوک کی ماری ہوئی تھی لیکن خود کچھ نہیں کھایا بلکہ جو کچھ ملا اپنی اولاد کو دے دیا۔

کچھ دیر بعد وہ عورت وہاں چل دی اور بچیاں بھی اس کے ساتھ ہولیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سارا واقعہ آپ ﷺ کو سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو دو بچیوں کی پرورش کی نوبت آئے اور ان کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرے تو یہ بچیاں اس کو جہنم سے بچانے کے لئے آڑ (پردہ) بن جائیں گی۔

منتخب جوامع الکلم

اگر کوئی عورت اس حال میں مرجائے کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہو تو سیدھی جنت میں جائے گی۔

جو شخص اپنے ساتھ زیادتی کرنے والے کو بد دعاء دیتا ہے وہ اس طرح سے اپنا بدلہ لے لیتا ہے۔

کسی مسلمان کو یہ زیبا نہیں کہ کسی مسلمان سے تین دن تک کلام نہ کرے۔

جس نے اپنے آپ کو عقل کل سمجھا اس نے غلطی کی اور جس نے اپنے مشوروں کے صحیح ہونے پر غرور کیا وہ گمراہ ہوا۔

جس چیز میں فحش ہوگا اس کا انجام تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا اور جس کام میں حیا ہوگی اس کا انجام خیر ہوگا۔

شرک کے بعد بدترین گناہ خلق خدا کو پریشان کرنا ہے۔ ایمان کے بعد افضل ترین نیکی خلق خدا کو آسائش مہیا کرنا ہے۔